الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون

## قصیدہ در مدح

امام الطریقت، پیشوائے حقیقت، مطلع انوار لاہوت، منبع انہار جبروت، الفانی فی اللہ والباقی باللہ، محیی معالم الطریق بعد دروسہا ومظہر آیات التوحید بعد افول اقمارہا وشموسہا، نائب رحمۃ للعالمین، جامع طریقۃ الاولین والآخرین حضرت امام ربانی مجدد الفِ ثانی، شیخ احمد فاروقی سرہندی، رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا

مسمّٰی بہ

# آفتابِ شرف

تالیفِ لطیف

حضرۃ العلام، البحر القمقام، رئیس الفضلاء، عریف الکملاء، حامی الشریعۃ المحمدیہ، ہادی الطریقۃ الاحمدیہ، وحید السلف، فقید الخلف، مولانا الشاہ محمد ابو الشرف المجددی المعصومی المظہری الدہلوی ثم المدنی، لازالت شموس افاضاتہ بازغۃ

(باہتمام)

کمترین خاکپائے بزرگانِ دین سید ابو البشر محمد بشیر الدین،
کان اللہ لہ ولوالدیہ، قاضی ہوڑہ

در مطبع ساہا ہند واقع کلکتہ نمبر ۵۲ بنیا پوکر لین طبع گردید

۷۸۶

# باعثِ تالیف

بعد الحمد والصلوٰۃ - فقیر نہ اپنے آپ کو شاعر سمجھتا ہے، نہ اس کی اہلیت جیسی چاہیئے اپنے آپ میں پاتا ہے، نہ اپنے اشغال وغیرہ اس کی اجازت دیتے ہیں۔ موزونیٔ طبع اور ذوقِ سخن ایک فطرتی امر ہے جسے خدا دے،

"قبول خاطر و لطفِ سخن خداداد است"

ابتدائے عمر سے اپنے بزرگوں کا کلام جو دہلی کے روحِ رواں تھے دیکھنے اور سننے میں آتا رہا۔ اُس پر امیر و جلیل کی صحبت اور سونے پر سہاگہ ہو گئی، کچھ نہ کچھ موزوں کرنے لگا اور بہت کچھ کہا لیکن اکثر بطور تفنّنِ طبع یا کبھی کسی کے اصرار و فرمائش پر، بیس بائیس سال کی عمر میں ہندوستان سے بیگانہ ہو گیا۔ تقریباً تیس سال سے خاک پاکِ حجاز سُرمۂ چشم بنی ہوئی ہے اور آوازۂ فصاحتِ عربی آویزۂ گوش، دس برس تک دیارِ حبیبؐ (قلبی و روحی فداہ) کی گلیوں کی خاک چھانی اور اب ارضِ مقدس حرمِ محترم بیت اللہ میں سربسجود ہے اور یہی دعا و تمنا ہے کہ الطاف و کرم ایزدی پھر اُسی بقعۂ اطہر کی نکہت رُوح پرور سے مشامِ جان کو مہکا دے اور اسی میں فنا کر دے

میں مدینے کی خاک ہو جاؤں  خاک سے ہائے پاک ہو جاؤں

کسی درد والے نے کیا خوب کہا ہے للہ درّہ گویا "لفظوں میں رکھدیا ہے کلیجہ نکال کے"

دارالحبیب احق ان تهواها
وتحن من طرب الیٰ ذکراها

وعلی الجفون متی هممت بزورة
یاابن الکرام۔علیك ان تغشاها

فلانت انت اذا حللت بطیبة
وظللت ترتع فی ظلال رباها

مغنی الجمال منی الخواطروالتی
سلبت عقول العاشقین حلاها

لاتحسب المسك الذکی کترِبها
هیهات۔این المسك من رباها

طابت۔فان تبغ التطیب یافتی
فادم علی الساعات لثم ثراها

لاکالمدینة منزل وکفی لها
شرفا حلول محمّد بفناها

انی اهتدیت من الکتاب بآیة
فعلمت ان علاه لیس یضاها

ان الذین یبایعونك انّما
فیمایقول۔یبایعون الله

صلی الله علیه وعلیٰ آله وصحبه وسلم۔نامناسب نہیں کہ اِس موقع پر اپنی ٹوٹی پھوٹی عربی زبان کے بھی بعض اشعار وغیرہ نقل کردوں جو اسی رنگ میں ہیں۔

"ذکرِ حبیب کم نہیں وصلِ حبیب سے"

نعم الحبیب ونعم زائره اوی
فی موطن حب الاله وماوی

کادالفؤاد یهیم مستشفعًا
نودیت فی سری۔نعم لك مانوی

یازائرا البشر۔فنلت شفاعة
مرویة۔من شك فیهاقدهوی

عن نافع۔عن سالم۔عن ابن فا
روق حدیث صح مرفوعًا روی

یوحی یوحی لیس ینطق عن هوی
ماضل صاحبکم۔نعم هوماغوی

کنت العلیل۔قدانتعشت بطیبة
یاماءها الشافی۔ویانسم الهوی

| | |
|---|---|
| مهلاً فقد اشفی الغلیل بدمعة | احرقتنی بالبین یا نار الجوی |
| این الدیار فمهجتی سکنت بها | این النقا این القبا این اللوی |

ایضاً از تخمیس بر قصیدۂ عارف باللہ شیخ ابو مدین ابن شعیب الاندلسی الاشبیلی رحمۃ اللہ علیہ

| | |
|---|---|
| یا موطن المحبوب انك طیبة | واطائب الاوطان منها جنة |
| فهیاج شوقی الهبته لوعة | ولهیب وجدی هیجت روضة |
| | من حلها حلت من الصبر القوی |
| یقع اجل بقاع کون فی الملا | وطن اعز مواطن للاختلا |
| سکن قد اجتذب النبی المرسلا | ارض احب الی العلی من العلا |
| | نزل الرسول بها وفیها قد ثوی |
| هذا الشفیع نظیره بشفاعة | لم یأت قط ولا یکون لامة |
| یا بقعة ضمت به فی حجرة | یا تربة ما مثلها من تربة |
| | فیها الشفاء لکل عاص والدوا |

ما ان مدحت محمداً بمقالتی لکن مدحت مقالتی بمحمدٍ علیہ الصلوٰۃ والسلام

کبھی کبھی خیال آتا تھا کہ امام الاولیا حضرت مجدد الفِ ثانی قدس سرہٗ کی شان میں کوئی نظم لکھ کر بزرگوں کی پیروی کروں مگر اس کی نوبت نہ آسکی یہانتک کہ سال دو سال ہوئے کلکتے کے بعض اعزہ و اصحاب نے ایک مجموعہ مدائحِ امام ربانی کا شائع کیا جسمیں بعض بزرگانِ فقیر کا کلام بھی شامل ہے چند نسخے فقیر کو بھیجے اور یہ فرمایش کی کہ فقیر بھی ایک مستقل بڑی نظم خاص طور پر حضرتِ موصوف کی مدح میں لکھدے تاکہ اسے علیحدہ شائع کیا جائے۔ فقیر نے مذکورہ بالا عذرات پیش کر کے جواب دیا کہ اگر پہلے سے

اطلاع ہوئی تو اسی مجموعے میں شامل کرنے کو تھوڑے بہت شعر بغرض حصولِ برکت لکھکر بھیجدیئے جاتے - اب مستقل نظم لکھنی فقیر جیسے نااہل کے لئے دشوار ہے - مگر اُدھر سے بار بار اصرار اور تقاضا جاری رہا آخر فقیر نے یہ لکھدیا کہ اگر ممکن ہوسکا اور کچھ موزوں ہوگیا تو انشاءاللہ بھیجدیا جائے گا ورنہ معذوری ہے اس کے بعد کتنے دن گذر گئے اور کچھ نہ ہوسکا پانچ چھ ماہ کا زمانہ ہوا کہ ایک قصیدہ دیکھنے میں آیا کہنے والے نے اسی رنگ میں کہا ہے زبان کی خوبی بیان کی خوش اسلوبی دل کو اچھی معلوم ہوئی قافیہ بدلکر اسی بحر و ردیف میں کچھ شعر موزوں کئے پھر طبیعت متوجہ ہوگئی دس بیس روز میں قصیدہ تمام ہوگیا اس کے بعد مختلف عوارض پیش آگئے مسودہ اہمال میں پڑا رہا - اسی اثنا میں یہ خیال آیا کہ امام الاولیا کے قصیدۂ مدحیہ کے لئے امام الشعرا سے بھی ایک تاریخ لے لی جائے - قلم اُٹھا کر جناب جلیل کو دکن میں ایک خط لکھ دیا کہ مختصر تاریخ مگر بلا تاخیر ارسال کردیں انہوں نے مہربانی کر کے فوراً بھیجدی جزاہ اللہ خیرا - تاریخ آنے کے بعد بھی نقل میں رُکاوٹ رہی یہانتک کہ خدا خدا کر کے اب پوری ہوئی اور ارسال کی جاتی ہے - اللہ تعالیٰ ممدوح کے نقشِ قدم پر چلنے کی پوری پوری توفیق فقیر کو دے اور ان کے فیوض و برکاتِ خاصہ سے بہرہ ور فرمائے اور جملہ اعزہ و متوسلین خصوصاً جو اس کا باعث ہوئے ہیں انہیں بھی محروم نہ رکھے اور قبول فرمائے - آمین -

محمد ابوالشرف کان اللہ لہٗ

اطلاع ہوئی تو اسی مجموعے میں شامل کرنے کو تھوڑے بہت شعر بغرض حصولِ برکت لکھکر بھیجدیئے جاتے۔ اب مستقل نظم لکھنی فقیر جیسے نا اہل کے لئے دشوار ہے۔ مگر اُدھر سے بار بار اِصرار اور تقاضا جاری رہا آخر فقیر نے یہ لکھدیا کہ اگر ممکن ہو سکا اور کچھ موزوں ہوگیا تو انشاء اللہ بھیجدیا جائے گا ورنہ معذوری ہے اس کے بعد کتنے دن گذر گئے اور کچھ نہ ہوسکا پانچ چھ ماہ کا زمانہ ہوا کہ ایک قصیدہ دیکھنے میں آیا کہنے والے نے اسی رنگ میں کہا ہے زبان کی خوبی بیان کی خوش اسلوبی دل کو اچھی معلوم ہوئی قافیہ بدلکر اسی بحر و ردیف میں کچھ شعر موزوں کئے پھر طبیعت متوجہ ہوگئی دس بیس روز میں قصیدہ تمام ہوگیا اس کے بعد مختلف عوارض پیش آگئے مسودہ اہمال میں پڑا رہا۔ اسی اثنا میں یہ خیال آیا کہ امامُ الاولیا کے قصیدۂ مدحیہ کے لئے امامُ الشعرا سے بھی ایک تاریخ لے لی جائے۔ قلم اُٹھاکر جناب جلیل کو دکن میں ایک خط لکھ دیا کہ مختصر تاریخ مگر بلا تاخیر ارسال کر دیں انہوں نے مہربانی کر کے فوراً بھیجدی جزاہ اللہ خیرا۔ تاریخ آنے کے بعد بھی نقل میں رُکاوٹ رہی یہانتک کہ خدا خدا کرکے اب پوری ہوئی اور ارسال کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ممدوح کے نقشِ قدم پر چلنے کی پوری پوری توفیق فقیر کو دے اور ان کے فیوض و برکاتِ خاصہ سے بہرہ ور فرمائے اور جملہ اعزہ و متوسلین خصوصاً جو اس کا باعث ہوئے ہیں انہیں بھی محروم نہ رکھے اور قبول فرمائے۔ آمین۔

محمد ابوالاشرف کان اللہ لہٗ

# آفتابِ شرف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مرحبا[۱] کس شان سے نکلا فلک پر آفتاب
خسروِ اقلیمِ انجم شاہِ خاور آفتاب

نیرِ اعظم جہاندارِ فضائے آسماں
مالکِ اورنگِ فیروزی فلک فر آفتاب

مسند آرائے بساطِ انجم و گردوں سریر
زینت و زیبائشِ فرشِ مشجّر آفتاب

مشعلِ روشن چراغِ عالم افروزِ سحر
شمعِ نورانی ضیا آرا منوّر آفتاب

ضوفشاں مہرِ درخشاں نورِ لمعاں برق ساں
چترِ زر طاسِ طلا سونے کا پتّر آفتاب

شمعِ طورِ چرخ قندیلِ سحر گاہِ اُفق
آتشِ بیدود شعلہ نارِ مجمر آفتاب

روکشِ بلّور و گوہر غیرتِ الماس و دُر
رشکِ یاقوت و عقیق و لعلِ احمر آفتاب

آسماں پر سب ستاروں میں بلند اختر حسیں
باغ میں گلہائے انجم کے گلِ تر آفتاب

بحرِ اخضر میں چراغِ راہ مینارِ بلند
کشتیِ افلاک کا پُرنور لنگر آفتاب

سطحِ نیلی پر نمایاں کرتی ہے موجِ شعاع
بحرِ ذخّارِ فلک کا ہے شناور آفتاب

---

۱؎ ممدوح کے پیر بزرگوار حضرت خواجہ محمد باقی باللہ قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ میاں شیخ احمد ایک آفتاب ہیں جس کی روشنی میں ہم جیسے ہزاروں ستارے گم ہیں ۱۲

بادۂ ناب و مے و ساقی و صہبا و شراب ۔۔۔ اور قدح کاسہ پیالا جام ساغر آفتاب
آفتابِ بزم ۔ پرتو اُس کا ہر شمع و چراغ ۔۔۔ آفتابِ رزم ۔ سارے اُسکے جوہر آفتاب

## مطلع

جوشن و طوقِ طلائی خُود و مغفر آفتاب ۔۔۔ چار آئینہ زرہ ۔ شمشیر ۔ بکتر آفتاب
خنجر و تیغ و سنان و نیزہ و گرز و سپر ۔۔۔ اور چھُری برچھی کٹاری تیر نشتر آفتاب
زرق برق افواج سے خیرہ ہوئی جاتی ہے آنکھ ۔۔۔ لیکے آیا ہے شعاعوں کا وہ لشکر آفتاب
مشتری زہرہ عطارد قوس اسد سب ہمرکاب ۔۔۔ اور سوا ان کے بھی کتنے ماہ پیکر آفتاب
افسرانِ فوج بدر و انجم و ماہ و ہلال ۔۔۔ خُودِ زریں سر پہ رکھے سب کا افسر آفتاب
فوج کے افراد تابش نور اُجالا روشنی ۔۔۔ جن کا ہر ہر فرد تھا اپنے محل پر آفتاب
ہاتھ میں بجلی کا کوڑا زیرِ ران اسپِ سحاب ۔۔۔ رایتِ انجم علمبردارِ لشکر آفتاب
شرق کے میدان میں اک معرکہ درپیش ہے ۔۔۔ غرب کی جانب سے آیا ہے نکلکر آفتاب
سرحدِ اہلِ صفا پر ظلمتوں کا ہے ہجوم ۔۔۔ آج کرلے گا مگر یہ معرکہ سر آفتاب
بدر گولہ گولیاں انجم تفنگ و توپ کی ۔۔۔ اور خود تیغِ ہلالی کا ہے جوہر آفتاب
ماہِ تاباں بنگیا ہے منجنیقِ آتشیں ۔۔۔ ہو رہا ہے سُرخ گرزِ کوہ پیکر آفتاب
اس کے پرتو کا یہ میدانِ دغا میں رنگ ہے ۔۔۔ ہوگئے ہیں سب کے سب شیر و غضنفر آفتاب
جس کے جوہر بجلیاں بنکر اُڑائیں سر بسر ۔۔۔ ہے وہ صیقل کردہ اک شمشیر و خنجر آفتاب
اُس طرف مدِّ مقابل شرق میں نجمِ زحل ۔۔۔ تیرہ باطن نحس کوکب اور مکدّر آفتاب
اس کی سُرخی اور تیزی کی فقط یہ ہے نمود ۔۔۔ تا بہ آہن بنا ہے گرم ہوکر آفتاب

فوج کے سردار حوت و عقرب و ثور و جدی — کیا انہیں کوئی کہے گا خاک پتھر آفتاب
ساتھ ساتھ اندھیر ظلمت تیرگی دودِ سیاہ — خواب میں بھی جن کے آئینگے نہ اختر آفتاب
ثور کے ہیں سینگ اور عقرب کے نیش اُنکے سلاح — ڈالتا ہے جن پہ نظریں مسکرا کر آفتاب
فوجوں کے آتے ہی میداں میں صفیں جمنے لگیں — اپنے اپنے قلبِ لشکر میں رہا ہر آفتاب
آگئے بہرِ تماشا ابر و برق و رعد بھی — اب زحل منصور ہوگا یا مظفر آفتاب
رعد نے فوراً گرج کر ابتدائے جنگ کی — برق چمکی ابر سے نکلا تڑپ کر آفتاب
وہ زحل کا دیکھو گردش میں ستارہ آگیا — جا پڑا وہ اُس کے اوپر کھا کے چکر آفتاب
وہ بڑھا فوجوں کو اپنی لے کے ظالم تیرہ بخت — نور برساتا وہ آ پہونچا چمک کر آفتاب
بدر نے گولے تو انجم نے چلائیں گولیاں — تیغ سا چمکا ہلالِ ماہ پیکر آفتاب
منجنیقِ ماہِ تاباں سے جھلس کر رہ گئے — زعم میں اپنے بنے تھے جو منور آفتاب
سوئے ظلمت تھا اُجالا تھی اندھیرے پر ضیا — تیرگی پر نور جا چمکا دُھویں پر آفتاب
وہ شعاعوں نے ہر اک کو بڑھ کے چھلنی کر دیا — کس غضب کے لایا تھا یہ تیر و نشتر آفتاب
ظلمتِ شب نے جو گھیرا آکے آندھی کی طرح — روزِ روشن کی طرح نکلا چمک کر آفتاب
ثور کو پھاڑا اسد نے پنجۂ پُرزور سے — چھوڑتا کیا اس کو یہ تیرا غضنفر آفتاب
قوس کے اِک تیر میں دونوں چھدے عقرب جدی — حوت و سرطاں بھن گئے آیا جو جل کر آفتاب
سب ستاروں میں زحل کا تھا ستارہ نحس تر — خود چمک کر اُس پہ پہنچا سعدِ اکبر آفتاب
دفعتہً اُکھڑے قدم اعدا میں بھاگڑ پڑ گئی — بھاگنے والوں پہ جھپٹے ماہ اختر آفتاب
اُسطرف ظلمت اِدھر اندھیر اُدھر پہنچا دُھواں — کر دیا فوجِ زحل کو تو نے ابتر آفتاب
خوب کرنوں سے گرائیں دشمنوں پر بجلیاں — خوب ہی چمکائے تو نے اپنے جوہر آفتاب

وہ لگائی آگ جل جل کر ہر اک اُڑنے لگا / بنگیا کوئی پتنگا کوئی اخگر آفتاب

کچھ نہیں حاجت تجھے تیر و تفنگ و تیغ کی / فیصلہ کرتے ہیں تیرے گرم تیور آفتاب

الغرض اِن سب نے اُن سب کو مٹا کر رکھدیا / ہوگیا دشمن پہ منصور و مظفر آفتاب

پھر دبیرِ چرخ نے بھی صفحۂ افلاک پر / فتح کا جھنڈا اُڑایا جس میں اختر آفتاب

معرکہ سر ہوگیا دم بھر میں۔ پھیلی روشنی / نور کی محفل تھی جس میں جلوہ گستر آفتاب

جم گئی بزمِ طرب۔ جنگل میں منگل ہوگیا / جمع تھے بدر و ہلال و ماہ و اختر آفتاب

باغِ عشرت میں دلِ انجم کی کلیاں کھلگئیں / ہوگیا فرطِ مسرت سے گُلِ تر آفتاب

وجد میں زہرہ شرف کی یہ غزل گانے لگی / جس کا ایک اک شعر روشن ماہِ انور آفتاب

## غزل

حُسن کی تابش سے ہے عارض ترا گر آفتاب / ہم کو پھونکے دیتا ہے کیوں او ستمگر آفتاب

مہروش ساقی کے پرتو سے فلک ہے میکدہ / ہے مئے ناب آفتاب اور جام و ساغر آفتاب

آتشِ دل کی ہیں عالم سوز سب چنگاریاں / ہے اسی دریائے آتش کا سمندر آفتاب

جب کہا میں نے کہ میں مشتاق ہوں دیدار کا / ہاتھ سے اپنے بتایا اُس نے اوپر آفتاب

بام پر آکر نقاب اُس نے اُلٹ دی کہکے یوں / اب فلک چمکائیگا کیا اِس سے بہتر آفتاب

کیا گرانیوالی ہے جادو نگاہی بجلیاں / ہو رہی ہی کیوں تری چشمِ فسونگر آفتاب

میں ہوں زیرِ بام بیخود کہتے ہیں وہ بام سے
اب جگادو سوتے سے آیا شرف پر آفتاب

دیکھتا تھا یہ سماں اِک دیکھنے والا وہاں / اور حیراں تھا کہ ہے یہ کون انور آفتاب

غرب سے نکلا ہے یہ کیوں کیا قیامت آگئی ۔۔۔ شرق کا ہی کس لئے بیتاب و مضطر آفتاب
معرکہ کیسا ہوا۔ کیوں لڑ گئے آپس میں یہ ۔۔۔ ایک میداں میں ہوئے دو جمع کیونکر آفتاب
میں چمک اُٹھا یہ کہکر۔ لو اُٹھا تا ہوں حجاب ۔۔۔ سب پہ ہو جائیگا آئینہ ابھی ہر آفتاب

## مطلع

ہند میں تھا گو جلال الدین اکبر آفتاب ۔۔۔ تھا غبارِ طبع سے لیکن مکدّر آفتاب
عدل و انصافِ سیاسی کا تھا غلبہ دین پر ۔۔۔ یوں چمک تھی جیسے ہو بدلی کے اندر آفتاب
چھا گئی تھی ہند میں اک تیرگی الحاد کی ۔۔۔ ابرِ تیرہ میں رہا کرتا تھا اکثر آفتاب
زندقے کی تھی بلائے ناگہاں آئی ہوئی ۔۔۔ رِفض کے شعلوں کا دکھلاتا تھا منظر آفتاب
بیربر فیضی ابو الفضل اور ٹوڈرمل انیس ۔۔۔ نور کی جا آگ برساتے یہ اخگر آفتاب
اور بھی انکی طرح تھے ہم نشین و ہم جلیس ۔۔۔ اور بھی رکھتا تھا کتنے یار و یاور آفتاب
بڑھ چلی تھی ہر طرف تاریکیِ کفر و ضلال ۔۔۔ ہو چلا تھا آسماں پر بھی مکدّر آفتاب
کالی کالی تھیں گھٹائیں ہر طرف چھائی ہوئی ۔۔۔ رو رہا تھا منہ پہ رکھے دامنِ تر آفتاب
اہلِ بدعت شاد شاد اور اہلِ سنت تنگدل ۔۔۔ اِک طرف نور اک طرف تھا نارِ مجمر آفتاب
ظاہر و باطن کی اقلیمیں تھیں بے نور و ضیا ۔۔۔ چاہئے تھا دو سمائے سلطنت پر آفتاب
تھی ضرورت ایک ہادی کی جو ایسا مہر ہو ۔۔۔ جس کی عالمگیر ضو سے چمکے گھر گھر آفتاب
غیرتِ حق کو کہاں ہوتا گوارا یہ بھلا ۔۔۔ جسکے دستِ کُن میں ہیں مہتاب اختر آفتاب
یک بیک پردہ اُٹھا روشن ہوئے کون و مکاں ۔۔۔ جلوہ حق نے اُچھالا آسماں پر آفتاب
آئی رحمت کی ہوا ایسی کہ بدلی پھٹ گئی ۔۔۔ ابر کے پردے سے نکلا ماہ پیکر آفتاب

لو مبارک ہو طلوعِ نیّرِ اعظم ہوا
لو مبارک ہو وہ چمکا شاہِ خاور آفتاب

پردے پردے میں ذرا اب آسمانِ مدح پر
لا کے چمکا لے مری طبعِ منوّر آفتاب

ہے مناسب اس محل پر ہوں کئی مطلع نمود
ایک سے بھی کھا سکے جن میں نہ ٹکّر آفتاب

## مطلع

کس قدر ہے دلکش و دلچسپ و دلبر آفتاب
گھر کیے لیتا ہے ہر سینے کے اندر آفتاب

لاکھ چمکے لاکھ اونچا ہو فلک پر آفتاب
ہو نہیں سکتا کبھی تیرے برابر آفتاب

مقتبس از نورِ مشکوٰۃِ پیمبر آفتاب
جلوۂ خاصِ حبیبِ ربِّ داور آفتاب

آسمانِ ہند کا خورشید خاور آفتاب
مطلعِ سرہند سے چمکا منوّر آفتاب

ہاں وہی سرہند جو سرہند کا ہے سوئے غرب
جس کی ضو ہے مشرق و مغرب کے اوپر آفتاب

رات کی تاریکیاں کافور ہو کر رہ گئیں
ہو گیا ذرّو نیہ اپنے جلوہ گستر آفتاب

ہو گئے بیدار دل جاتی رہی غفلت کی نیند
سونے والے جاگ اُٹھے آیا جو سر پر آفتاب

تار سونے کے شعاعوں نے نچھاور کر دیے
نذر کو کشتی میں لایا سکّۂ زر آفتاب

ہو گیا لیکر عجم سے تا عرب روشن جہاں
شرق سے تا غرب جا پہنچا چمک کر آفتاب

اہلِ باطن اہلِ ظاہر دونوں چمکے نور سے
آسماں پر آفتاب آیا زمیں پر آفتاب

ہو گئے روشن ہلال و بدر و مہر و ماہ و نجم
کھُل گئے چمکے ہوؤں پر تیرے جوہر آفتاب

گوشہ گوشہ جگمگا اُٹھا ضیائے مہر سے
چپّہ چپّہ ہو گیا پُر نور گھر گھر آفتاب

ذرّہ ذرّہ دین کی تجدید سے چمکا دیا
کونے کونے میں نظر آیا زمیں پر آفتاب

بڑھ گئی نشو و نمائے نور سے بالیدگی
ہو گیا سارے کا سارا چرخِ اخضر آفتاب

تیرہ بختی کو جگہ ملتی نہیں دُنیا میں اب — جس میں جائے چھین لیتا ہے وہی گھر آفتاب

بدعت و شرک و ضلالت کی اُڑا دیں گردنیں — اتّباعِ شرع و سُنّت کا تھا خنجر آفتاب

ظلمتِ عہدِ جلال الدین اکبر مٹ گئی — اُف تری شانِ جمال - اللہ اکبر آفتاب

روشنی میں آگئے خانِ[۱] جہاں صدرِ جہاں — خانخاناں پر بھی بجا چمکا منوّر آفتاب

اس کے در کا ایک معمولی گدا شاہِ جہاں — اس کے در پر روز حاضر مثل چاکر آفتاب

شانِ[۲] دارائی جہانگیری کو روشن کر گیا — اکبری دُنیا پہ عالمگیر ہو کر آفتاب

جب ہوئی معناً جمالِ دینِ اعظم تیری ذات — تب ہوا حکماً جلال الدین اکبر آفتاب

اے زمینِ ہند یہ سہرا رہا تیرے ہی سر — غیرِ مہدی اب ہوگا اس سے بہتر آفتاب

اب شرف بڑھ کر اُٹھا دے رُخ سے تو بر نقاب — آسماں پر ستاروں میں رہے ور آفتاب

لکھ وہ مطلع مدح میں جو مطلعِ انوار ہو — جس کی ضو میں گھوم جائے کھائے چکر آفتاب

## مطلع

آسمانِ شرع و سُنّت کا منوّر آفتاب — آفتاب - اور وہ بھی ہمنامِ پیمبر آفتاب

اسمِ پاک احمد امامِ خاص ربّانی لقب — آسمانِ الفِ ثانی کا منوّر آفتاب

---

[۱] ارا کینِ دربارِ اکبری جن کے نام مکتوبات امام ربانی میں جا بجا خطوط ہیں ۱۲

[۲] بادشاہ جہانگیر ابتدا میں آپ کا سخت مخالف تھا آخر میں یہ نوبت ہوئی کہ آپ کی وفات کی خبر سُن کر یہ اعلان کیا کہ میں ہی آپ کا خلیفۂ خاص و جانشین ہوں اور عالمگیر کی بیعت حضرت خواجہ محمد معصوم سے اور استفادۂ خاص اور ترقیات باطنی اُن کے فرزند و جانشین حضرت شیخ سیف الدین کی صحبت میں دونوں کے مکتوبات سے روشن ہے۔ رضی اللہ عنہم ۱۲

| | |
|---|---|
| آفتابِ انجمِ فاروقِ اعظم ماہتاب | ماہتاب جلوہ صدیقِ اکبرِ آفتاب |
| نور یابِ ذاتِ ازواجِ امہاتُ المومنین | پرتوِ انوارِ ذی النورین و حیدرِ آفتاب |

## مطلع

| | |
|---|---|
| از نگاہِ شفقتِ شبیر و شبر آفتاب | یافت در دامانِ زہرا مہر مادر آفتاب |
| مہرِ چرخِ بایزید و ماہِ حسنِ بوالحسن | ضوفشانِ قاسم و سلمان و جعفر آفتاب |
| شانِ عالی میں نمایاں اِک علائے بوعلی | جلوہ ہائے یوسفِ ہمداں کا منظر آفتاب |
| اِک نمونہ خاص عبدِ خالقِ خلاق کا | عارف و محمودِ ربانی کا انور آفتاب |
| جوہرِ فردِ عزیزاں درمیانِ اقربا | جس طرح جملہ کواکب میں منور آفتاب |
| بہرِ استغنا درِ پاکِ محمد کا فقیر | فقر میں شانِ امیری سے تونگر آفتاب |

لہ آپ کا سلسلۂ نسب حضرت فاروق اعظم سے اور سلسلۂ طریقت نقشبندیہ حضرت صدیق اکبرؓ سے ملتا ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ۱۲

ٰلہ یہاں سے بزرگانِ سلسلۂ نقشبندیہ کے اسما حضرت صدیق اکبرؓ کے بعد سے شروع ہیں۔ حضرت بایزید بسطامی حضرت ابوالحسن خرقانی حضرت قاسم ابن محمد ابن ابی بکر الصدیق حضرت سلمان فارسی حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہم اجمعین ۱۲

ٰلہ حضرت ابوعلی فارمدی حضرت ابویعقوب یوسف ہمدانی رضی اللہ عنہما ۱۲

ٰلہ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی حضرت خواجہ عارف ریوگری حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی رضی اللہ عنہم ۱۲

ٰلہ حضرت خواجہ عزیزان علی رامیتنی رضی اللہ عنہ ۱۲

ٰلہ حضرت خواجہ محمد بابا سماسی حضرت خواجہ امیر کلال رضی اللہ عنہما ۱۲

نقشبندِ[1] اسمِ ذاتی بر قلوبِ طالباں
جلوہ ریزِ لمعۂ اللّٰہ اکبر آفتاب

رفعت[2] و نورِ علاؤ الدیں کی اک شانِ بلند
دیدۂ یعقوبؒ کا تابندہ گوہر آفتاب

انجمِ[3] احرار کا وہ نجمِ حر جس کی ضیا
خادم و آقا یہ ہے اک جلوہ گستر آفتاب

سیرت[4] و صورت میں اک زاہد صفت درویش رُو
بندگی و خواجگی دونوں کا پیکر آفتاب

فانیِ[5] اسمِ محمد باقیِ ذات الوصال
جلوہ ہائے نیستی ہستی کا مظہر آفتاب

وصلِ باقی و محمد سے بنا اک آسماں
آسماں بھی آسماں وہ جس کا جوہر آفتاب

آفتاب[6] آمد دلیلِ آفتابِ احمدی
آفتابِ نورِ باقی را ببیں در آفتاب

وَحَّدَ[7] الاِثْنَیْنِ رَاءٍ کَانَ فِیْہَا مُوْقِنًا
مِنْ شُہُوْدٍ عِنْدَہٗ لَمَّا رَاَی الْمَرْءُ قُتَابْ

ہر کہ[8] از اقطاب بودند اولیائے ما سبق
بود نورِ مہر و الطافِ ہمہ بر آفتاب

[1] امام الطریقت حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رضی اللہ عنہ ۱۲

[2] حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار حضرت خواجہ یعقوب چرخی رضی اللہ عنہما ۱۲

[3] حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رضی اللہ عنہ ۱۲

[4] حضرت خواجہ محمد زاہد حضرت خواجہ درویش محمد حضرت خواجگی امکنگی رضی اللہ عنہم ۱۲

[5] حضرت خواجہ محمد باقی باللہ رضی اللہ عنہ۔ یہ سب اسماء بزرگان سلسلہ کے حضرت امام ربانی تک ہیں ۱۲

[6] آپکے پیر بزرگوار نے اپنے دونوں صاحبزادوں کو اپنے حضور میں آپ سے توجہ دلوائی اور خود اپنے لئے بھی چاہی ۱۲

[7] آپکے پیر بزرگوار نے خود آپکے فیضِ صحبت سے ترقی حاصل کی چنانچہ فرماتے ہیں "در صحبتِ میاں شیخ احمد واضح گشت کہ توحید (وجودی) کوچہ ایست تنگ شاہراہ دیگر است"۔ اس شعر میں اسی واقعہ کی جانب اشارہ ہے ۱۲

[8] متعدد بزرگانِ سلف مثل حضرت شیخ عبد القادر جیلانی اور حضرت شیخ احمد جام اور حضرت شیخ خلیل اللہ بدخشی اور حضرت شیخ نظام نارنولی وغیرہم قدس سرہم نے آپکے بارہ میں بشارتیں دیں کتب معتبرہ صوفیہ میں یہ امور مفصل مرقوم ہیں ۱۲

## مطلع

بزم میں سُلگائے اس کی عود و عنبر آفتاب — آتشِ رُخ گرم ہے اور خود ہے مجمر آفتاب

آفتابوں کا ہے اک عالم ترے افلاک پر — تو ہے خود خورشیدِ خاور تیرا گھر بھر آفتاب

ضو فشاں[1] ہیں نور سے تیرے ہی معصوم و سعید — تیرا ہی پرتو ہیں دونوں ماہ و اختر آفتاب

جوہرِ[2] معصومِ اول سیفِ دیں سے کھل گیا — جلوہ نورِ محمد کا ہے مظہر آفتاب

کیوں[3] نہ ہو۔ اللہ کا مظہر ہی عبداللہ ہے — بندۂ خاکی۔ مگر کیسا منوّر آفتاب

اک[4] ستارہ ہی سعید اور اک ستارہ ہے رشید — اور ان قُطبین کا ہے قطب اکبر آفتاب

اِن جواہر پاروں میں بھی ہوں اک خاکِ شرف — اِس طرف بھی اک نظر اے ذرہ پرور آفتاب

فرق بس اتنا ہی ہے مدّاح اور ممدوح میں — مجھ سے بڑھ کر ذرہ ہے اور تجھ سے کمتر آفتاب

وہ توجہ ہو کہ نورِ مبدأ فیاض سے — ذرّۂ ناچیز ہو جائے منوّر آفتاب

رفتہ رفتہ فیضِ عالی سے چمک اُٹھے نصیب — اونچا ہو ہو کر بنے طالع کا اختر آفتاب

جس[5] طرح معصومِ اول پر ہے تو جلوہ فگن — ہو مرا معصومِ ثانی میرے سر پر آفتاب

---

[1] یہاں سے مولفِ قصیدہ تک بزرگانِ سلسلہ کے اسما ہیں۔ حضرت خواجہ محمد معصوم اور حضرت خواجہ محمد سعید فرزندان امام ربانی قدس سرہم ۱۲

[2] حضرت شیخ سیف الدین فرزند خواجہ محمد معصوم جد مصنف۔ حضرت سید نور محمد بدایونی۔ حضرت مرزا مظہر جانجاناں رح

[3] حضرت شاہ عبداللہ معروف بہ شاہ غلام علی دہلوی قدس سرہٗ ۱۲

[4] حضرت شاہ احمد سعید حضرت شاہ عبدالرشید قدس سرہما ہر دو جدّ مصنف ۱۲

[5] معصوم اول خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ معصوم ثانی مولف کے نسبی والد مولف حضرت شاہ محمد معصوم مجددی قدس سرہٗ

آے فلک میں بھی اسی خورشید کی ہوں اک شعاع — بارگہ میں جس کی ہے ذرّے سے کمتر آفتاب
میں نظر ڈالونگا تیرے آفتاب و ماہ پر — سیکڑوں پوشیدہ ہیں خود میرے اندر آفتاب
مجھ سے ہو سکتا نہیں تو اشرف و اعلیٰ کبھی — میں شرف خود ہی ہوں تیرا ہی شرف گر آفتاب
ایک ہی اختر ہے تیرے طالعِ ایّام کا — بس وہی ہر پھر کے آتا ہے مکرّر آفتاب
فضلِ حق سے یاں اگر چاہیں تو چمکاتی رہے — اک نیا ہر دن مری طبعِ منوّر آفتاب
شہسوارِ مدح کا تو بھی ردیفِ نظم ہے — یہ نصیبا تیرا۔ یہ تیرا مقدّر آفتاب

## مطلع

آج کھل جائینگے تجھ پر میرے جوہر آفتاب — دیکھ چمکاتا ہوں کتنے ماہ اختر آفتاب
کھیل کھیلے میں نے طفلی میں بھی نورانی بلند — ماتھے پر چپکائے کاغذ کے کتر کر آفتاب
لوحِ دل پر آفتابی دائرے کھینچا کیا — میں نے لکھ لکھ کر مٹائے ماہ اختر آفتاب
ہاں مری طبعِ رواں دریا بہا دے نور کا — بحر کا قطرہ بنے دُر ذرّہ بر آفتاب
آسمانِ مدح پر پھر ایک مطلع چاہیئے — پھر ضرورت ہے کہ چمکے ماہِ پیکر آفتاب

## مطلع

سایۂ انوارِ حق ظلِّ پیمبر آفتاب — جلوہ گستر نور آور ذرّہ پرور آفتاب
آفتاب اک جوہرِ اعلیٰ ہے یہ چرخِ پیر کا — تیرے چرخِ حسن کا ہر ایک جوہر آفتاب
وہ بلند ایواں ہے تیرا جس پہ ہے سایہ فگن — سائبانِ چرخِ اطلس چترِ پُر زر آفتاب
چومتی ہے صبح ہوتے ہی درِ عالی کو دھوپ — روز رکھتا ہے تری دہلیز پر سر آفتاب

| | |
|---|---|
| فیض کا صدقہ ملے کچھ رات دن گردش میں ہے | کاسۂ دستِ گدائی لیکے در در آفتاب |
| باغِ عرفاں میں نظر آیا ترے انوار سے | ہر شگوفہ ماہِ تاباں ہر گُلِ تر آفتاب |
| دَورۂ ہجری سے[له] ۔ تھا تری ولادت کا جو سَن | نذر کو لایا تھا وہ نو سو اکہتر آفتاب |

## قطعہ دو بیتی

| | |
|---|---|
| دونوں دریا کے جو ہیں غوّاص ان کی آنکھ میں[؎] | تو ہی ہے بحرین کا نایاب گوہر آفتاب |
| صاف کہتا ہے یہی اِس کا شہود اُس کا وجود | اک صلہ ہے درمیانِ ماہ واختر آفتاب |
| تیرا ہر ہر فعل ہے آثار و سُنّت کی دلیل | وہ نہ بھٹکے گا کبھی جس کا ہو رہبر آفتاب |
| اتباع[سے] ایسا کیا ہے تو نے بھی متبوع کا | جس کا شہرہ بنکے چمکا ہے فلک پر آفتاب |

له آپ کی ولادت کا سنہ نو سو اکہتر ہجری ہے ۱۲

ؔ توحید وجودی کا معرکۃ الآرا مسئلہ عرصے سے علماء و صوفیہ میں مابہ النزاع چلا آتا تھا جسکی بنا پر علمائے ظاہر نے اکثر صوفیہ کرام پر تکفیر کا فتویٰ دیدیا۔ اس مسئلے کو آپنے سُلجھا کر صاف کر دیا اور فرق توحید شہودی اور وجودی میں بتا دیا اور دونوں کو حق ثابت کیا جیساکہ آپ کے مکتوبات شریف سے ظاہر ہے چنانچہ اسی کیجانب اشارہ کرکے ایک موقع پر فرماتے ہیں۔ الحمد للہ الذی جعلنی صلۃ بین البحرین ومصلحا بین الفئتین۔ علامہ سیوطی جمع الجوامع میں ایک حدیث نقل کرتے ہیں یکون فی امتی رجل یقال لہ صلۃ یدخل الجنۃ بشفاعتہ کذا وکذا۔ چونکہ صلہ کا لقب آپ کے لئے آپکے اصحاب میں شایع ہو گیا تھا اس لئے اکثر اہل علم و معارف نے اس کا مصداق آپ کو قرار دیا ہے۔ واللہ اعلم ۱۲

سےؔ مکتوبات شریف کے مطالعہ سے یہ بات روشن ہے کہ صوفیہ کرام میں اتباع سنت کی دعوت جیسی آپنے دی ہے اس کی نظیر دوسری نظر نہیں آتی ۱۲۔

باہِ کنعاں[لہ] کی ادا کی تو نے سنّت جس گھڑی
قید خانے کے بنے دیوار اور در آفتاب

نعلِ توسن کی چمک سیر و سفر میں جب پڑی
سنگریزے ہو گئے کھا کھا کے ٹھوکر آفتاب

خطبۂ عیدین و جمعہ میں تری نورانیت
لوگ سمجھے آگیا بالائے منبر آفتاب

چشمۂ مہرِ کرم تیرا ہے سب پر آب پاش
ہو نہ جائے ثمرۂ سرو و صنوبر آفتاب

جس کمالِ خاص پر تیرے نظر اپنی پڑی
آگیا فوراً تصوّر میں وہ بنکر آفتاب

اللہ اللہ وہ روانی خامے کی قرطاس پر
موجہائے بحرِ عرفاں کا سمندر آفتاب

وہ مکاتیبِ بلند اور وہ مضامیں نور کے
صفحہ صفحہ صوفستاں دفتر کا دفتر آفتاب

ہادیِ راہِ ہدیٰ گم کردگانِ راہ کا
بھولے بھٹکوں کے لئے خضرِ پیمبر آفتاب

چشمۂ حیواں کی خاطر جو چلا ظلمات کو
اس کے حق میں ہو گیا سدِّ سکندر آفتاب

ساقیِ کوثر کے ساغر سے پلائی جسکو مے
جام اس کا دل بنا پھر جام بنکر آفتاب

## مطلع

آفتابِ بادۂ وحدت کا ساغر آفتاب
دل مرا ہے آفتاب اور اسکے اندر آفتاب

مہروش ساقی کے آنے کا کرے کون انتظار
تو ہی ہو جائے مری صہبائے احمر آفتاب

نشۂ مے میں فلک پر پھر مرا پہنچا دماغ
دیکھ چمکاتا ہوں میں پھر بارِ دیگر آفتاب

ہو زمینِ مدح پر اب کچھ سراپا کا ظہور
سر سے پا تک جو نظر آئے سراسر آفتاب

لہ بادشاہ جہانگیر جس زمانے میں آپ سے مخالف تھا ایک بار قلعۂ گوالیار میں آپ کو قید کر دیا اکثر قیدی آپ کے سبب سے ظلمتِ ضلالت سے نکل کر نورِ ہدایت میں آگئے ۱۲

# مطلع

اپنی اپنی ضو سے ہے چمکا ہوا ہر آفتاب — نقش پا رُخسار پیشانی نگہ سر آفتاب

نورِ محبوبی[۱] محبّیت میں جب شامل ہوا — تب بنا دونوں سے ملکر تیرا پیکر آفتاب

جو بقیہ[۲] طینتِ نورانیِ احمدؐ کا تھا — جسمِ احمدؐ ہی میں پھر نکلا وہ جوہر آفتاب

کیا سراپا ہے مبارک ہے سراپا نور کا — جلوہ افگن قلب پر ہے جس کا ہر ہر آفتاب

تیرا قد گویا ستونِ دینِ ربانی بلند — تیری نظریں بجلیاں روے منوّر آفتاب

وہ سرِ عالی ترا اک آسمانِ معرفت — جس میں بیحد ماہ و اختر جسمیں اکثر آفتاب

آئے ہیں گیسو بکھر کر چہرۂ پُر نور پر — یا ہوا ہے ابرِ رحمت میں یہ مضمر آفتاب

دل مرا رُخ کے تصور میں جمال افروز ہے — ماہتابِ قلب پر ہے سایہ گستر آفتاب

تابشِ رُخ را اگر تابے کہ بیند از نگاہ — چشمِ خیرہ میشود افتد اگر بر آفتاب

چوندھیا جاتا ہے رُخ سے آفتاب اسطرح خود — چوندھیا دیتا ہے جیسے منہ پہ آکر آفتاب

اللہ اللہ ابروِ خمدار روے پاک پر — کھنچکر آیا ہے شمشیرِ دو پیکر آفتاب

وہ حیادار آنکھ جس کی ہر نظر ہے بر قدم — وہ قدم تیرا کہ لوٹا جسپہ اکثر آفتاب

رحلِ ریشِ پاک پر ہے مصحفِ رُخ اسلئے — بوسہ دیتا ہے تری لوحِ جبیں پر آفتاب

---

۱؎ مکتوبات میں ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ میرا منشا اصلی اور نسبتِ باطنی محبّیت اور محبوبیت دونوں سے ممتزج ہے ۱۲

۲؎ ایک مکتوب میں فرماتے ہیں کہ طینت نبوی کا کچھ بقیہ رہ گیا تھا میرا خمیر طینت اُسی سے بنایا گیا اگر اس پر کچھ شبہہ ہو تو اس کے لئے یہ حدیث پیش کرتے ہیں۔ اکرموا عمتکم النخلة فانها من بقیة طینة آدم ۱۲

کس قدر پُر نور ہے تارِ نظر کی یہ شعاع
بُرج میں آنکھوں کے پُتلی ہے مقرّرِ آفتاب

پڑ گئی جس خاک پر اس کو وہیں چمکا دیا
اللہ اللہ تیری ضَو لے ذرّہ پرورِ آفتاب

مدح میں تشبیہ دندان و دہن کے واسطے
اپنے منہ میں رکھ کے لایا سلکِ گوہر آفتاب

کھینچدوں تصویر اب میں اسکے گوشِ پاک کی
اپنے ماتھے پر لگائے گا یہ جھُومر آفتاب

اس کا سینہ کیا ہے اِک گنجینۂ انوار ہے
اور دل اِک جلوہ گاہِ ربِّ اکبر آفتاب

قلب روشن نورِ حق دونوں سے ظاہر ہو گیا
اس کا دل اِک آفتاب اِک دِلکے اندر آفتاب

پڑتی ہے اُس کی نظر دل پر پئے دیدارِ حق
دیکھتا ہے آئینہ لے کر سکندرِ آفتاب

سوزِ دل میں آبدیدہ، دیدۂ تر میں لہو
بحر میں آتش تو آتش میں سمندر آفتاب

دست و بازو دست و بازوے یداُللّٰہی کہوں
دونوں ہاتھوں میں لئے ہے زورِ حیدر آفتاب

پنجۂ دستِ مبارک پنجۂ خورشید ہے
دائرہ اس میں ہتیلی کا ہے انور آفتاب

اک نوشتہ ہیں کفِ دستِ منوّر کے خطوط
خامۂ انگشت نے لکھا ہے اُسپر آفتاب

طالبانِ حق کے دل سے رابطے کو پوچھئے
جلوہ آرا ہے ہر آئینے کے اندر آفتاب

زہرہ شیروں کا ہی پانی اُس نگاہِ غیظ سے
کیا حقیقت تیری لے بیتاب و مضطر آفتاب

عالمِ تمکیں سے اُسکے لیئے اک نقشِ سکوں
تھرتھراتا کیوں ہے تو آ تا فلک پر آفتاب

اللہ اللہ اس کی سیرِ عالمِ ذات و صفات
لے اُڑا اِس سیر میں جبریل کے پر آفتاب

جذبۂ حق خضرِ راہِ منزلِ مقصود تھا
صاحبِ معراج کے تھا نقشِ پا پر آفتاب

آسمانِ مدح پر کب تک شرفؔ جولانیاں
چھپکے ہی جائینگے یوں تو ماہ اختر آفتاب

کیا ہی نورانی قصیدہ مدح میں تو نے لکھا
جس کا ہر ہر لفظ ہر جملہ منوّر آفتاب

یہ زبانِ روشن بیاں روشن مضامیں نور کے
دیکھتے ہی رہ گیا بس ہو کے ششدر آفتاب

اِک سخنور نے دکھائے تھے اکہتر مہر و ماہ
تُو نے تو چمکا دیئے دو سو سے بڑھکر آفتاب

اب دُعا کو ہاتھ اُٹھا اُس بارگاہِ پاک میں
جس کے در کا ذرّہ ہے عالم میں ہر ہر آفتاب

کُنہ سے جسکی ہیں عاجز درکِ فہم و عقل و ہوش
جسنے پیدا کر دیئے ہیں ماہ اختر آفتاب

عرض کر اُس سے کہ اے نور و ضیائے کائنات
ہو چمک کر اب مرے طالع کا اختر آفتاب

دین کا ہو بول بالا ہوں مسلماں رشکِ مہر
کفر کی ظلمت مٹا دے پھر نکلکر آفتاب

پھر ضرورت ہے کہ ہو اک جلوۂ مہدی عیاں
ہو چلا ہے پھر زمانے کا مکدّر آفتاب

زندگی میں نزع میں تربت میں حشر و خلد میں
ہو مجھے دیدار کا تیرے میسّر آفتاب

میری اہل اولاد اصحاب اقربا اُستاد شیخ
نورِ رحمت کا ہو سب پر جلوہ گستر آفتاب

سایۂ دامن علمبردارِ رحمت کا ملے
جب سوا نیزے پہ آئے روزِ محشر آفتاب

جس طرح ممدوح کا روشن جہاں میں نام ہے
اس قصیدے کا بھی شہرہ ہو چمک کر آفتاب

## قطعہ تاریخ طبع از نتائج افکار امام الشعرا نواب فصاحت جنگ جلیل القدر
## جناب حافظ جلیل حسن صاحب جلیل جانشین امیر مینائی لکھنوی

فکر روشن کا وہ چمکا آفتاب
ہو گیا سارا قصیدا آفتاب

نور کی تاریخ نکلی اے جلیل
ہے یہ کیا برجِ شرف کا آفتاب

۱۳۵۱ ہجری

زمانۂ عہدِ طفلی کا یہاں آنکھوں میں پھرتا ہے
جو تھا پیشِ نظر۔ اب وہ سماں آنکھوں میں پھرتا ہے

عربی کا مقولہ ہے الشیئ بالشیئ یذکر۔ چیز سے چیز یاد آجاتی ہے یا بات سے بات نکل آتی ہے۔ ایک زمانہ تھا کہ فقیر کی نو عمری تھی حفظ قرآن سے فارغ ہوا تھا گیارہ بارہ سال کا سن ہو گا اُردو کی نوشت و خواند سے واقف ہو چلا تھا۔ اسی زمانے میں ایک بوڑھے ہندی مہاجر مدینہ طیبہ خانقاہ معصومی میں آکر مقیم ہوئے۔ ظریف لطیف، زندہ دل، بچوں میں بچے۔ بڑوں میں بڑے۔ غرض مختلف اوصاف سے موصوف شخص تھے، شاعر بھی تھے نعت گو بھی۔ میلاد خواں بھی۔ نقاش بھی وغیرہ وغیرہ۔ ایک نقشہ مسجد نبوی کا حسب الحکم حضرت والدی ماجدی قدس سرہ اپنے قلم سے خوشنما بنا کر پیش کیا۔ ان کی بے تکلفانہ صحبت میں ذوقِ سخن پیدا ہوا اور فقیر کی شاعری کی وہی ابتدا ہوئی کچھ اور تھا یا نہ تھا مگر کلام کی موزونیت اور ناموزونیت کا تھوڑا بہت فہم ضرور تھا اسی زمانے کا سب سے پہلا شعر جس کو خود حضرت قبلہ کی اصلاح کا شرف حاصل ہے یہ ہے۔
"ہائے نکلا تو منہ سے کیا نکلا"

مدت سے مرے سر میں ہے سودائے مدینہ
اللہ دکھا مجکو تو صحرائے مدینہ

چند ماہ قیام کر کے وہ عرب صاحب تو روانہ ہو گئے یہاں دوسرے تعلیمی امور وغیرہ میں مصروفی ہو گئی شعر و سخن بھی طاقِ نسیاں پر رکھدیئے۔ خدا کی قدرت تھوڑے ہی دنوں کے بعد جناب جلیل اپنے بزرگ استاد منشی امیر احمد صاحب امیر مینائی مرحوم کے ہمراہ خانقاہ معصومی میں آکر مقیم ہوئے اور ایک عرصے تک قیام رہا حضرت والد نے فارسی کی بسم اللہ منشی صاحب مرحوم سے کرادی اور فقیر کو ان کے پاس پڑھنے کا حکم دیا منشی صاحب ضعف پیری امراض دائمی وغیرہ میں مصروف و معذور تھے فارسی کی ابتدائی کتاب صفوۃ المصادر (آمدنامہ) خود شروع کرا کر حافظ صاحب کے سپرد کر دیا کہ آپ پڑھا دیا کریں مجلس نشست و برخاست ایک ہی تھی۔ دفتر امیر اللغات قائم تھا حافظ صاحب اسکے سکریٹری اور منشی صاحب کے دست راست تھے ان کے سامنے ہی سبق

بھی ہوا کرتا تھا منشی صاحب کی مجلسِ تہذیب ادب وقار کا نمونہ تھی کبھی کبھی علما صلحا بھی شریک ہوتے تھے اہل مجلس مؤدب فصیح بلیغ شاعر خود بخود اصلاحِ زبان بھی ہوتی رہتی تھی الفاظ و معانی نفیسہ کی ایسی دلچسپ آمد و رفت جاری تھی کہ آمدن و رفتن ذہن سے نکل نکل جاتے تھے اور اسی میں محویت ہو جاتی تھی حافظ صاحب کی شباب شاعری کا زمانہ مختلف گلدستوں میں بہارِ سخن کے نئے نئے گل کھلتے تھے باوجود منشی صاحب کی ممانعت کے فارسی کی تعلیم کے ساتھ شاعری کی تعلیم بھی ہوہی جاتی تھی یہانتک کہ سخنگوئی شروع ہوگئی اور خود منشی صاحب سے بھی اصلاحِ کلام کی نوبت آگئی منشی صاحب مرحوم کا کہنا یاد پڑتا ہے جو نہ بھولے گا کہ بیٹا تمہارا کام شاعری نہیں ہے اور نہ یہ اسکا وقت ہے کچھ دنوں کے بعد درسیاتِ عربی میں فقیر کی مشغولی ہوگئی اور منشی صاحب بھی اپنی مستقل قیام گاہ میں منتقل ہوگئے مگر چونکہ وہ جگہ بھی قریب ہی تھی اس لئے فارسی سبق کے لئے تقریبًا روزانہ ایک وقت اس بزم ادب میں جانا ہوتا ہی رہا۔ اور یہ سلسلہ اسوقت تک قائم رہا کہ حافظ صاحب اپنے بزرگ اُستاد کے ہمراہ دکن کو سدھار گئے پھر وہ صحبت درہم برہم ہوگئی۔ اسی زمانے کا ایک خاص واقعہ ذیل ہے :۔

حافظ صاحب کو حضرت قبلہ قدس سرہ سے ایک خاص عقیدت و اخلاص تھا باوجود اپنی مشغولیِ سخن وغیرہ کے اور باوجود اس کے کہ حضرت سے بیعت نہ تھے روزانہ التزامًا اپنے پیر بزرگوار کی اجازت سے صحبتِ حلقہ و توجہ میں برائے استفادۂ باطنی حاضر ہوتے تھے اور حضرت کے کمالاتِ عالیہ پر فدا تھے چنانچہ اس حُسنِ عقیدت کا اظہار ذیل کے اشعار میں یوں کرتے ہیں :۔

اللہ اللہ شان ہے کیا حضرتِ معصوم کی — عرش سے اونچا ہے پایہ نسبتِ ارشاد کا
بھر دیا انوارِ عرفاں سے دلِ تاریک کو — دیکھئے آباد کرنا خانۂ برباد کا
بیٹھتا ہے آکے جو حلقے میں ہو جاتا ہے لوٹ — حلقۂ چشمِ پری ہے دائرہ ارشاد کا
فیض حضرت کے نظر آتے ہیں جلوے چار سو — مُلکِ دل کی ہر گلی کوچہ ہے فیض آباد کا
ماسوی اللہ کو بھلا کر اللہ اللہ کیجئے — طالبوں کو یہ سبق اچھا دیا ہے یاد کا
صوفیانِ عصر تارے ہیں تو حضرت آفتاب — قطب سے رُتبہ ہے کم ابدال کا اوتاد کا
اک نظر دیکھا جمالِ پاک تسکین ہوگئی — بات کیا ہے شاد ہو جانا دلِ ناشاد کا